

امروز لاہور ۱۰/۵/۲۰۰۹

# شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری

مغلوں کی آمد کے بعد خاک لاہور نے جو اہل فضل و کمال پیدا کیے، ان میں سے ایک شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری بھی ہیں۔ ۱۵۸۴ء میں جب مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر نے لاہور کو روئی بخشی تو اس زمانے میں شیخ سعد اللہ صاحب کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور صبر و قناعت کے چرچے عام تھے۔ آپ کے ایک ہم نام و ہم عصر عالم دین مولانا سعد اللہ لہستانی قم لاہوری بھی تھے، جو ملتان کی ویرانی کے بعد لاہور آئے تھے۔ اکبر کے اندر محسوس و استظلاح کا شعف اور نامعلوم کو معلوم کرنے کا جو جنون تھا، وہ اسے اہل علم سے ملنے اور بحث و مناقشت کرنے پر اکساتا رہتا تھا۔ قیام لاہور کے دوران جب اس نے ان دونوں بزرگوں کی شہرت سنی تو انھیں اپنے دربار میں طلب کیا اور ان سے کئی ایک علمی سوالات بھی دریافت کیے۔ ہمارے شیخ بنی اسرائیلی سے تو اسے اس قدر شعف ہو گیا تھا کہ وہ انھیں اکثر اوقات طلب کرتا اور خلوت و مہلوت میں ان کے ساتھ بات چیت میں کافی وقت گزارتا تھا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کے حالات زندگی پر تاریکی و اشفاق کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے تذکرہ نویسوں نے چند سطور میں ان کے تذکرہ پر اکتفا کیا ہے بلکہ وہ اس سلسلے میں ایک عجیب و غریب مغالطے کا شکار رہے ہیں، جس کا مفصل ذکر بعد میں آئے گا۔ ہمارے ہاں کے تذکرہ نویسوں میں یہ عیب رہا ہے کہ انھوں نے اشخاص و اعلام کے تراجم و سوانح بیان کرتے وقت اکثر ایک عجیب سے غموض و ابہام اور تکلیف دہ اختصار سے کام لیا ہے۔ رہے مورخین، سوانح کا واسطہ صرف اس سوالی شاہان تک محدود رہا۔ اور اگر کسی نے ضمنی طور پر کسی اہل علم و فضل کا ذکر کیا بھی تو صرف اس کے نام اور چند تعریبی کلمات پر اکتفا کیا گی حتیٰ کہ صاحب تذکرہ کے باپ کا نام تک بھی شاذ و نادر لکھا جاتا تھا۔ اسی افسوس ناک قسم کے اجمال و اختصار کی بدترین مثال مرزا نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری کے ہاں نظر آتی ہے۔ مثلاً

شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کے معاصر مآخذ اللہ متنا فی تم لاہوری کا تذکرہ ان دو جملوں میں کیا ہے: "مآخذ سعد اللہ لاہوری از کبار علماء وقت بود و بروش ملامیہ سلوک می نمود۔" (تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمان علی میں غلطی سے ملامیہ یا ملامتہ "ملامتہ" چھپ گیا ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ ملامتہ صاحب کوئی فاضل بزرگ ہیں حالانکہ اس سے گروہ ملامتہ مراد ہے کتاب کے فاضل مترجم نے بھی اسے ملامتہ ہی سمجھا ہے اور طباعت کی غلطی کو بحال رہنے دیا ہے)

شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کے تذکرہ نگاروں نے ان کے ساتھ ایک زیادتی یہ کی ہے کہ ان کے والد کے نام یا سلسلہ نسب کا ذکر تو رہا ایک طرف ان کی تاریخ وفات تک درج نہیں کی۔ بس اتنا لکھا ہے کہ انھوں نے اسی سال عمر پائی۔ بہر حال شیخ کا تعلق برصغیر کے ایک نو مسلم گروہ سے تھا جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے اور جن کا یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا جیسا کہ "بنی اسرائیلی" کی نسبت سے بظاہر سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی ہے۔ مولانا علم الدین سالک صاحب نے یہ غلط فہمی دور کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس قبیلے کے لوگ زیادہ تر علیگڑھ، میرٹھ اور سنبھل وغیرہ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ میراجیال یہ ہے کہ نو مسلموں کا یہ گروہ جو بنی اسرائیلی کہلاتا ہے، دراصل ہندوؤں کے اس طبقے سے ہے جسے کاستھ کہتے ہیں، اور جن کا کام لگان وغیرہ کا حساب و کتاب رکھنا تھا۔ یہ لوگ اسلامی دور کی ابتدا میں یہ کام اپنی دیسی اور مقامی زبانوں میں انجام دیتے تھے۔ لیکن جب سلطان سکندر لودھی نے بعض دفتری شعبوں میں فارسی زبان رائج کرنے کا حکم دیا تو یہ لوگ فارسی زبان سیکھنے پر مجبور ہو گئے کیونکہ ذریعہ معاش کو برقرار رکھنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اور عین ممکن ہے کہ اس طرح مسلمان حکمرانوں کے زیادہ قریب آنے سے اس طبقے کے بعض لوگوں نے اسلام بھی قبول کر لیا ہو۔ اس خیال کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جسے شیخ سعد اللہ کے تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے کہ اکبر نے جب ان سے ان کی قوم کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ میں محدود کی ایک جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جسے ہندیا میں کاستھ کہتے ہیں۔ اس برجستہ جواب کو مؤرخین و تذکرہ نگار بے تکلفی پر معمول کرتے ہیں اور اس جواب کو بادشاہ نے بھی پسند کیا تھا۔ بے شک یہ بے تکلفی بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ واقعی حقیقت بھی ہو سکتا ہے کہ اگر بھی عام لوگوں کی طرح اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ بنی اسرائیلی کی

یہ نسبت یہودیوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور شیخ نے بھی بادشاہ کا مطلب سمجھ لیا تھا اس لیے یہ کہنے کے بجائے کہ میں بنی اسرائیل سے ہوں جو دراصل منشی گری کا کام کرنے والے کاسٹھوں میں سے ہیں، سیدھا سادا جواب دیا کہ: از جماعتی نو لیسندہ یا کہ ایشیاں رابزبان ہندی کاسٹھ می گویند، بادشاہ را این بے تکلفی او بسیار خوش آمد۔

اگر سوچا جائے تو اگر کہہ کا سوال اسی صورت میں جاننا اور بر محل معلوم ہوتا ہے جب اسے یہ شک ہو کہ شاید شیخ کا تعلق یہودی بنی اسرائیل سے ہے اور پھر جواب کو پسند کرنے کی معقول وجہ بھی یہی نظر آتی ہے کہ شیخ نے سیدھے سادے انداز میں کہہ دیا کہ ہم اصل میں کاسٹھ ہیں اور جو کچھ آپ سمجھ رہے ہیں ہم وہ نہیں ہیں۔ چنانچہ یہ بے تکلفانہ اور سادا انداز بادشاہ کو پسند آیا، ورنہ اس جواب کا یہ مطلب نہیں کہ شیخ نے بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یونہی غلط سلط جواب دے دیا اور بادشاہ نے ان کی اس جرات مندانہ بے تکلفی کو پسند کیا اور اس غلط سلط جواب پر ہی ان کے ساتھ طویل صحبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، بلکہ بے تکلفی کا تعلق شیخ کے اسلوب بیان سے ہے جس میں انہوں نے اپنے بنی اسرائیلی ہونے کی غلط فہمی کو دو نقطوں میں ختم کر دیا اور اسلوب انہما و بیان کی اسی بے تکلفی اور سادگی نے بادشاہ کو شیخ کا گرویدہ بنا دیا اور ان سے گفتگو کے طویل سلسلے رہے۔

سعد الغرض شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری ہندی کاسٹھوں کے اس نو مسلم گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جو اپنے کسی بزرگ کی نسبت سے بنی اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ان لوگوں کا تعلق چونکہ اہل فلسط و قرطاس سے تھا، اس لیے اسلام لانے کے بعد بھی ان کا یہی مشغلہ رہا اور ان میں کئی ایک ممتاز اہل علم و فضل بھی پیدا ہوئے، جن کا تذکرہ تاریخ و تراجم کی کتابوں میں موجود ہے۔ البتہ یہ بات ایک راز ہے کہ شیخ اسرائیلی لاہوری کیسے آئے؟ کیا وہ ہمیں پیدا ہوئے یا پیدائش کہیں اور جگہ ہوئی اور یہاں تحصیل علم کی خاطر آئے اور پھر ہمیں مقیم ہو گئے۔

تاریخ اور تذکرہ کی کتابوں سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بنی اسرائیلی نے لاہور میں اس وقت کے ممتاز عالم دین اور صوفی جناب شیخ اسحاق بن کاکو لاہوری کی درس گاہ میں علوم متداولہ کی منزلیں طے کیں۔ پھر ہمیں تدریس و افادہ میں مشغول ہو گئے ہمیں شادی ہوئی اور آپ کی ایک بیٹی تھی جس کا عقد آپ نے اپنے ایک شاگرد شیخ منصور لاہوری سے کر دیا تھا۔

نہ کا کو  
لاہوری

شیخ بنی اسرائیل سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے استاد شیخ اسحاق بن کاکا کی درس گاہ میں ہی تدریس کا فریضہ انجام دینے لگے۔ یہ درس گاہ لاہور کے ایک علاقہ نخاس میں واقع تھی۔ بقول مولانا علم الدین سالک "لاہور میں ۳۷۱ سال آج کل لٹنڈا بازار، شہید گنج، محلہ داراشکوہ اور سلطان کی سرائے واقع ہیں، اکبر کے زمانے میں یہ علاقہ نخاس کہلاتا تھا۔" شیخ نے بہت جلد ایک مستم عالم و مدرس اور مستشرق صوفی کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی۔ سب لوگ ان کا بے حد احترام کرنے لگے اور بقول بدایونی: "و مردم خاکپائے اور از بس حسن عقیدہ بجای تو تیمی کشیدند و عقیدہ ولایت با و داشتند۔" شیخ کے اس مرتبہ علمی، زہد و تقویٰ اور شہرت نے شہنشاہ اکبر کو ان سے ملنے کی رغبت دلائی۔ تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ شیخ بنی اسرائیل بڑے سخی اور نیک دل انسان تھے اور کبھی کوئی سائل ان کے دروازے سے محروم نہیں لوٹتا تھا۔ لوگوں کو ان کی اس داد و پیش اور سخاوت پر محنت حیرت ہوتی تھی۔ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ جس شخص کو بادشاہ وقت سے بھی کچھ نہیں ملتا، تجارت و زراعت کا سلسلہ بھی نہیں وہ یہ تمام مصارف کمال سے کرتا ہے۔

طاہر عبدالقادر بدایونی جیسا مشہور نقاد اور بلند پایہ مورخ بھی شیخ کی ذہانت و اسلوب بیان کثرت معلومات اور قوت حافظہ کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ لاہور میں ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "فقیر مرتبہ اول در لاہور ملازمت او کردم، بتقریب قضیہ ویرانی ملتان و آبادانی لاہور، و قضیہ اساطین لنگاہ، خصوصاً سلطان حسین راجپال تقریر کرد کہ در حسن ادا و فصاحت عبارت و تنقیح آئی متعجب ماندم، و در کم بجای آن سخاوت گفتند یافتہ شدہ۔"

شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل کی شباب و کھولت میں درس و تدریس اور زہد و عبادت میں مشغولی رہے۔ اور شریعت کے ادا و نواہی کی سختی سے پابندی کرتے رہے لیکن بڑھاپے میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس نے شیخ کی زندگی کو کسیر بدل کر رکھ دیا اور وہ، مستشرق صوفی اور زاہد پاکباز سے بادہ خوار و رند نظر بازن گئے، تذکرہ نگاروں نے یہ افسوس ناک حادثہ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شیخ ایک مطرب کو دل دے بیٹھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی دنیا و عقیدہ بھی پار بیٹھے اور سب مال و دولت بھی اس کا فرہ کی نذر کر دیا۔ وہ نغمہ و ساز کی آواز پر شہر اب کے لئے

میں مست رہنے لگے اور بقول بدایونی درس و تدریس کا سلسلہ بھی انہوں نے جاری رکھا۔ لوگ جب انھیں سفید ڈارچی کے ساتھ شراب میں مست بازا روں میں پھرتے دیکھتے تو اس شعر کے مصداق منظر پیدا ہو جاتا،

زین پیش گر چو خلق گرفتے زما سبق عشق آمد و نماز نشانے زما سبق

شیخ کے مریدوں اور شاگردوں کے لیے یہ عادتِ سخت کوفت و پریشانی کا باعث تھا۔ چنانچہ انہوں نے شہر کے محنت کے ساتھ مل کر شیخ کی اصلاح کا منصوبہ بنایا۔ ایک دن جب وہ اس مطربہ کے ساتھ شراب نوشی میں مصروف تھے، طلبہ و مریدین کی ایک جماعت محنت کے ہمراہ دیوار بھانڈ کر اس مکان کے اندر داخل ہو گئے جہاں یہ رنگین محفل برپا تھی۔ تمام آلاتِ طرب توڑ بھوڑ کر جب شیخ کو گرفتار کرنے لگے تو شیخ نے فقہانہ انداز میں ان سے کہا: اگر میں نے ایک خلاف شرع فعل کا ارتکاب کیا ہے تو تم نے تین ناجائز افعال کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے مجھ سے زیادہ تم لوگ سزا کے مستحق ہو۔ ایک تو تم نے جاسوسی کی ہے جو ممنوع ہے، دوسرے تم نے دروازہ کھٹکھا کر اجازت نہیں لی X جس کا شریعت میں حکم ہے۔ تیسرے تم دیوار بھانڈ کر اندر آئے ہو جو مشرعاً حرم اور ناروا ہے۔

شیخ کی یہ گفتگو سن کر وہ لوگ تو واپس چلے گئے۔ مگر انھیں بھی ہوش آگیا اور اپنی غلطی اور گناہ کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ توبہ النصوح کی توفیق ہوئی اور پھر وہ درس و تدریس اور مطالعہ و تصنیف میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین کو اپنا دستور حیات بنایا اور لوگوں کے دلوں میں وہی احترام و عقیدت کا مقام حاصل کر لیا جو پہلے تھا۔ اسی سال کی عمر میں جب انہوں نے وفات پائی تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ جن میں چھوٹے بڑے سب تھے، ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔ وہ اذراہ برکت ان کے جنازے کو کندھا دینے کی کوشش کرتے تھے اور تل و صر نے کو جگرتے تھے۔

شیخ غنی امراہی کے متعلق طاہد ایوبی لکھتے ہیں کہ "تصانیف بسید سفید عالی نوشتہ" مگر انہوں نے کہا کہ ان کی کوئی تصنیف زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہی اور سوائے شرح خواہم القرآن للغزالی کے اور تصانیف کے تو نام بھی نہیں ملتے۔

شیخ سے غلامی ایک اچھی خاصی تعداد نے فیض حاصل کیا تھا جن میں سے بعض نے تو بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں سے ایک مولانا جمال الدین تنوی لاہوری بھی تھے جو لاہور کے ایک قدیم محلے تل میں رہتے تھے۔

غزالی  
متلین

انہوں نے شیخ اسحاق بن کا کو سے بھی استفادہ کیا تھا اور علامہ فیضی کی تفسیر سواطح الالہام کی اصلاح اور اس کی عبارات کو مربوط بنایا تھا۔ لکھنؤ میں عبد السلام لاہوری بھی ان کے شاگرد تھے۔ شیخ بنی اسرائیل کے ایک شاگرد مولانا منصور لاہوری بھی ہیں جو ایک نامور مفسر تھے اور ان کے داماد بھی تھے۔

شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کی تاریخ وفات کے بارے میں تمام تذکرے اور کتب تاریخ خاموش ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی اور پھر اس کی پیروی میں مولوی رحمان علی اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے صرف اتنا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اسی برس کے قریب عمر پائی تھی مگر سنہ وفات درج نہیں۔ بدایونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ لاہور میں ان سے اس کی ملاقات ہوئی تھی، اور بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ ص ۱۰۴ (۱۵۹۶ء) میں مکمل کر لی تھی، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتاب کی تکمیل سے قبل اور تقریباً گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں فوت ہوئے ہوں گے۔ واذا علم بالصواب۔

اس مقالے کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کے تذکرہ نگار چند ایک غلط قیموں کا شکار ہوئے بلکہ بعض تو ایک عجیب و غریب تخیل و التباس سے دوچار ہوئے ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالحی لکھنوی نے ان کے حالات درج کرتے وقت لکھا ہے کہ "اخذ العلم والمطرب لبقۃ عن الشیخ نجیب الفیاض والشیخ اسحاق بن حاکو" یعنی انہوں نے شیخ نجیب الفیاض اور شیخ اسحاق بن کا کو سے علم اور طریقہ تصوف اخذ کیا۔ حالانکہ نجیب الفیاض نام کا نہ تو کوئی عالم گذرا ہے اور نہ کسی نے شیخ بنی اسرائیلی کے شیوخ میں مولانا اسحاق کے علاوہ کسی عالم کا ذکر کیا ہے۔ غالباً اس وہم کا سبب ملا بدایونی کی یہ عبارت ہے: "شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی از شاگردان رشید نجیب فیاض اسحاق کا کو است"۔ حالانکہ اس جگہ میں نجیب فیاض شیخ اسحاق کا کو کی صفت ہے نہ کہ کوئی الگ اور مستقل شخصیت۔ ہو سکتا ہے کہ مولانا عبدالحی لکھنوی کے پاس تاریخ بدایونی کا جو نسخہ ہو، اس میں "نجیب فیاض و اسحاق کا کو" درج ہو اور انہوں نے انہیں دو الگ شخص سمجھ کر ذکر کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نجیب الفیاض نام کا کوئی عالم سننے میں نہیں آیا اور مولانا عبدالحی کی نزہتہ اغواطر کی ساتویں جلد الٹ پلٹ کر کے دیکھ لیجئے انہوں نے اس نام کے کسی عالم کا تذکرہ نہیں کیا۔

اس سلسلے میں مولانا علم الدین سادک مدظلہ سے بھی ایک لغزش ہوئی ہے۔ انہوں نے شیخ بنی اسرائیلی اور سعد اللہ ملتانی ثم لاہوری کو ایک شخص بنا دیا ہے اور وہ تمام واقعات جن کا تعلق آخر الذکر سے ہے

انہیں اول الذکر سے منسوب کر کے درج کیا ہے مثلاً لکھا ہے کہ شیخ بنی اسرائیلی نے ویسا پور میں شیخ بایزید ویسا پوری سے علم حاصل کیا۔ حالانکہ یہ ملا سعد اللہ بن ابراہیم ملتانی تھے جو ملتان کی تباہی اور اپنے والد کی وفات کے بعد بایزید سے استفادہ و انتفاضہ کی غرض سے ویسا پور گئے اور پھر محد مرزا کامران میں لاہور آگئے تھے۔ اسی طرح بختا در خاں نے ملا سعد اللہ کے حالات میں ذہول کی کیفیت "ذکر سے تاریخ پیدائش، "حکیم" سے عمر اور دونوں کے مجموعے یعنی "ذکر حکیم" سے تاریخ وفات کا ٹکٹن وغیرہ سب باتیں شیخ بنی اسرائیلی سے منسوب کی ہیں۔

مولانا سالک صاحب سے ایک فر وگزاہت یہ ہوئی ہے کہ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کو مولانا فتح اللہ دانشمند ملتانی کا بیٹا ظاہر کیا ہے اور اس کا سبب بھی غالباً بختا در خاں کی یہ عبارت ہے: "شیخ سعد اللہ لاہوری، از فرزندان مولانا فتح اللہ دانشمند... " قطع نظر اس کے کہ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کو مولانا دانشمند سے کوئی واسطہ نہ تھا، اسی عبارت کا دو مراحضہ واضح کر دیتا ہے کہ "فرزندان" سے مراد بیٹے نہیں بلکہ پوتے، پڑپوتے یا نسل ہے۔ پوری عبارت یوں ہے: "شیخ سعد اللہ لاہوری، از فرزندان مولانا فتح اللہ دانشمند، کس علوم در خدمت والد خود شیخ ابراہیم، و بعد از فوت پدر در پیش شیخ بایزید ویسا پوری نمود۔"

پروفیسر محمد اوب قادر می منترجم تذکرہ علمائے ہند نے بھی شیخ بنی اسرائیلی اور شیخ سعد اللہ ملتانی تم  
 لاہوری کو ایک ہی آدمی سمجھ لیا ہے حالانکہ مولف کتاب مولوی رحمان علی نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے، مگر قادر می صاحب نے شیخ بنی اسرائیلی کے حالات کے آخر میں اضافی ماخذ درج کرتے وقت بتایا ہے کہ ان کے حالات مولوی محمد الدین فوق کے تذکرہ علمائے لاہور کے صفحہ ۵-۶ پر بھی درج ہیں، اور اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ قادر می صاحب نے عنوان سے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مولانا سعد اللہ لاہوری اور سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری ایک ہی بات ہیں، حالانکہ فوق صاحب کے بیان سے خوب واضح ہو جاتا ہے کہ وہ سعد اللہ ملتانی تم لاہوری کا ذکر کر رہے ہیں۔ قادر می صاحب نے "در اہل حالت در عین نحاس در می گفت" کا ترجمہ "اسی حالت میں وہ خاص بازار میں درس دیتے تھے۔" کر کے بھی لغزش کھائی ہے۔ یہ معلوم کرنے سے پہلے کہ سعد اللہ بنی اسرائیلی کے تذکرے کے سلسلے میں غلطی کیونکر ہو گئی۔ یہ ثابت کرنا ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بنی اسرائیلی لاہوری اور مولانا سعد اللہ ملتانی تم لاہوری دو الگ الگ شخصیتیں ہیں:

۱۱) مولوی رحمان علی صاحب تذکرہ علماء ہند اور مولانا عبدالحی کھنوی نے ان دونوں عالموں کا الگ الگ مستقل و ممتاز شخصیتوں کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ اس کے برعکس بدایونی نے صرف شیخ بنی اسرائیلی کا ذکر کیا ہے مگر سعد اللہ ملتانی کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح نظام الدین احمد ہروی اور بخارا نے صرف سعد اللہ ملتانی تم لاہوری کا ذکر کیا ہے۔

۱۲) جن تذکرہ نگاروں نے ملا ملتانی کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے ان کی تاریخ پیدائش، عمر اور

تاریخ وفات کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے برعکس جنہوں نے شیخ بنی اسرائیلی کا ذکر کیا ہے، انہوں نے نہ ان کی تاریخ پیدائش لکھی ہے اور نہ تاریخ وفات کا ذکر کیا ہے بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ وہ اسی برس کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ سچا کہ بدایونی تک نے بھی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ لاہور میں ان

سے خود ملا تھا۔

۱۳) دونوں کی آخری عمر کے واقعات کا نقشہ بالکل مختلف ہے۔ مثلاً ملا ملتانی کے جہاں قوی مضمحل ہونے کا ذکر ہے، وہاں ان کے استغراق و ذہول اور زہدانہ وجد و خود فراموشی کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ لیکن شیخ بنی اسرائیلی کے بقوی مضمحل ہونے کا ذکر ہے اور نہ اس خود فراموشی کا۔ بلکہ وہ تو آخری عمر میں عشتیبتان میں گرفتار نظر آتے ہیں۔

۱۴) تمام تذکرہ نگاروں نے دونوں کے شیوخ و اساتذہ مختلف بتائے ہیں۔ شیخ بنی اسرائیلی کے اساتذہ میں صرف شیخ لاہوری کا ذکر ہے، اور ملا ملتانی کے شیوخ میں ان کے والد مولانا ابراہیم بن مولانا فتح اللہ دانشمند ملتانی اور شیخ بایزید و سیپا پوری کا ذکر ہے۔ کسی تذکرہ نگار نے شیوخ میں اشتراک کا تذکرہ نہیں کیا۔

۱۵) تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی اسی برس کی عمر میں فوت ہوئے لیکن مولانا سعد اللہ ملتانی تم لاہوری کی تاریخ پیدائش لفظ "ذکر" سے اور عمر لفظ "علیم" سے اور دونوں کے مجموعے سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ اس لحاظ سے وہ ۷۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

حفاظت کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب تو نام اور نسبت کی مشابہت ہے جس سے تذکرہ نگاروں اور خصوصاً متاخرین کو متاثر لگا اور انہوں نے دونوں کو ایک شخصیت سمجھ لیا۔ دوسرا سبب معاشرت اور تقارب زمانی ہے۔ سعد اللہ ملتانی ۷۸ سال کی عمر میں ۹۹۹ھ میں فوت ہوئے، اسی



طرح فریخ بنی اسرائیلی بھی اسی برس کی عمر میں ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۶ء) سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ تیسرا سبب اس مغالطے اور التباس کا یہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے نہ صرف اکبر کا زمانہ پایا بلکہ دونوں کو اس کے دیباچہ میں طلب بھی کیا گیا۔ دونوں سے سوالات ہوئے اور ان سوالات میں سے ایک ایک سوالیہ مع جواب دونوں سے الگ الگ منسوب اور تذکروں میں مذکور ہے۔ اسی مناسبت و مشابہت نے محققین تذکرہ نگاروں کو غلط فہمی میں ڈال دیا اور وہ دونوں کو ایک شخصیت سمجھ بیٹھے۔

سب سے آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ راقم السطور کا مقصد بزرگوں کی عیب جوئی نہیں بلکہ جو کچھ عرض کیا ہے، وہ امانتِ علمی کے تقاضے کے پیش نظر کیا ہے۔

حواشی:

۱۔ تذکرہ ملائے ہند۔ ص ۲۱۱ (رحمان علی)

- ۱۔ منتخب التواریخ ۲: ۵۳؟ بیہ ۳۔ مرآة العالم ص ۵۱۴۔ تذکرہ ملائے ہند ص ۲۱۱
- ۲۔ طبقات اکبری ۲: ۲۶۱۔ ۵۔ تذکرہ ملائے ہند ص ۲۶۶
- ۳۔ اردو ترجمہ تذکرہ ملائے ہند ص ۵۱۔ ۶۔ نقوش لاہور نمبر ص ۲۶۱
- ۴۔ طبقات اکبری ۱: ۳۴۰۔ آپ کو تر ص ۴۵۸
- ۵۔ تذکرہ ملائے ہند ص ۲۶۔ ۷۔ منتخب التواریخ ۳: ۵۴۔ ۸۔ ایضاً
- ۹۔ نقوش لاہور نمبر ص ۲۶۱۔ ۱۰۔ نزہۃ الخواطر ۴: ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴

۲۲۵ ملاحظہ ہو رسالہ المعارف لاہور، ماہ اپریل ۱۹۷۰ء

۲۲۳ منتخب التواریخ ۳: ۱۵۵، نزہتہ الخواطر ۴: ۳۶۷

۲۲۴ نزہتہ الخواطر ۴: ۱۲۴ ۲۲۵ منتخب التواریخ ۳: ۵۳

۲۲۶ ملاحظہ ہو مرآة العالم ص ۵۱۶، نقوش لاہور نمبر ص ۶۱

۲۲۷ ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند ص ۷، اردو ترجمہ از محمد ایوب قادری ص ۲۱۱

## سید امیر علی

(از شاہد حسین رزاقی)

سید امیر علی اپنے دور کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ ایک روشن خیال مفکر، مؤرخ، سیرت نگار اور اسلامی قانون کے ماہر کی حیثیت سے انھوں نے بڑا نام پیدا کیا اور مسلمانان ہند کی سیاسی جدوجہد میں نہایت اہم حصہ لیا۔ اس کتاب میں امیر علی کی زندگی کے حالات، ان کی سیاسی سرگرمیاں اور دینی اور علمی خدمات بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ اس کے مطالعہ سے بخوبی پتہ چلے گا کہ ہندو کتھے کے اسلامی ہند کی سیاسی بیداری اور ملی و دینی احیاء کی تحریک میں امیر علی نے کس قدر اہم اور نمایاں حصہ لیا ہے اور ان کے علم و فضل اور سیاسی بصیرت کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں نے کبھی دشوار منظر لیں کامیابی سے طے کی ہیں۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں امیر علی کی زندگی کے حالات اور اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ان کی سیاسی سرگرمیوں پر بہت تفصیلی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انیسویں صدی کے آخر نصف میں اسلامی ہند کے رہنماؤں میں صرف امیر علی ایک ایسے سیاسی رہنما تھے جنہوں نے معنی، فکا اور انگریزوں کے سیاسی نظام و نظریات کا غائر مطالعہ کیا تھا اور برطانوی عہد حکومت میں ہندوستان کے سیاسی مستقبل کا واضح شعور رکھتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی بے بس سے پہلی سیاسی تنظیم قائم کی۔ اور ان کی جداگانہ قومی حیثیت کو تسلیم کرانے اور ایک الگ قوم کی حیثیت سے ان کے حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد میں کامیاب ہوئے۔ تیسرا حصہ امیر علی کی دینی اور علمی خدمات سے متعلق ہے جس میں ان کی تمام تصانیف اور مقالات کے مختصر خاکے بھی قلم بند کیے گئے ہیں جس سے ان کے علمی

تحریر کا اندازہ اور ان کا رد و نظریات کا مطالعہ کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ قیمت ۸ روپے

طبع کا پتہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور (پاکستان)